محمد خرم
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج بھاگٹانوالہ، سرگودھا
سحر مبین
لیکچرار شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیال کوٹ

ادب اور جمالیاتی قدریں

Muhammad Khurram
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Degree College, Bhagtanwala, Sargodha
Saher Mobeen
Lecturer, Department of Urdu, Govt. College Women University, Sialkot.

Literature and Esthetics values

It is necessary for Literature to have great thoughts and excellent literary style; because of this, the idea of literature for literature is also put forth along with the topic of literature for life. According to this notion it is important to have esthetic values in literature. In the viewpoint of some experts, the true purpose of literature is in the beauty of creativity. The supporters of this viewpoint judge literature on the basis of creativity and the ability to use words. According to people holding this viewpoint, literature should have features that enhance the literary beauty and the uniqueness of any work. But, in this perspective the only purpose of literature would be the pleasure in connection of words and the importance of literature will only lie merely in the beauty of sentences. On the contrary, the truth is that literature for life and literature for literature, both are important for a highly appreciable piece of art. Therefore, any poetic verse or literary work is not complete unless it satisfies the conditions of both, life and artistic style.

Key Words: *Literature. Great thoughts. Literary style. esthetic values. Beauty of creativity. Literature for life. Literature for literature. Piece of art.*

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ناقدینِ ادب نے ادب کی تعریفیں کرتے ہوئے جن نکات کو ادب کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ وہ بطورِ خاص عظمتِ فکر اور فنکارانہ اظہار ہیں۔ عظمتِ فکر ادب میں زندگی کی اہمیت کو پیش کرتی ہے اور فنکارانہ اظہار، حُسن اور جمالیات کے زاویوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اِس سے ادب برائے زندگی اور ادب برائے ادب کی بحثیں وجود میں آتی ہیں۔ ادب میں زندگی کی اہمیت سے کسی طور بھی انکار ممکن نہیں۔ ہر بڑا ادیب ادب اور زندگی میں چولی دامن کا ساتھ محسوس کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادب میں جمالیاتی اقدار کا ہونا بھی نہایت اہم ہے اور بعض کے نزدیک تو ادب کا مقصد ہی تخلیقِ حسن ہے۔ ادب برائے ادب یا ادب میں جمالیات کے تصورات کا پرچار مغرب سے ہوا۔ "انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس نے ایک تحریک کو جنم دیا، جس کا نعرہ تھا"ادب برائے ادب" اس تحریک کے علمبرداروں کے نزدیک ادب کا سب سے بڑا مقصد تخلیقِ حُسن ہے۔ ان کے نزدیک آرٹ فرد کی شخصیت کا اظہار ہے۔ یہ انفرادی احساسات و جذبات کا ترجمان ہے، ادب میں افادیت کا تصور ان کے نزدیک کفر ہے۔"(۱)

اِسی انکار کی بنا پر اس تحریک کو ادب برائے زندگی کا ردِ عمل قرار دیا گیا اور اس کے نتیجے میں یہاں دو واضح تحریکیں اُبھرتی ہیں۔ ایک ترقی پسند تحریک جس کا ماٹو ادب برائے زندگی تھا اور دوسری حلقہء اربابِ ذوق جسے ترقی پسند تحریک کا ردِ عمل قرار دیا گیا اور ان کا نعرہ ادب برائے ادب تھا۔ یہی ادب برائے ادب کی تحریک جن اُصولوں پر گامزن ہوئی اُن میں سب سے اہم حُسن کی موجودگی ہے۔ یہ حُسن فن پارے کی بُنت اور پیش کش میں موجود ہوتا ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ادب کی اپنی الگ جمالیاتی اقدار ہیں۔ یہ جمالیاتی اقدار بطورِ خاص شاعری میں اپنی بہار دکھاتی ہیں۔ ادب اور شاعری کے ساتھ ساتھ دیگر فنونِ لطیفہ میں بھی بنیادی قدر حُسن کی ہی نظر آتی ہے۔ تعمیر مجسمہ سازی، موسیقی، خطاطی، مصوری، رقص وغیرہ اِن سب میں جمالیات کا ہونا ضروری ہے۔ فنونِ لطیفہ سے مراد ہی ایسے فنون یا کام لیے جاتے ہیں جو ہماری جمالیاتی حِس کی تسکین کریں۔ ایسے میں ادب اپنی مختلف اصنافِ نظم و نثر کے ذریعے جمالیاتی حِس کی تسکین بھی کرتا ہے اور جمالیاتی اقدار کو فروغ بھی دیتا ہے۔ بعض ادبی فن پارے ایسے عمدہ ہوتے ہیں کہ وہ عنوان سے لے کر اختتام تک ایک مکمل ادبی اور جمالیاتی فن پارہ محسوس ہوتے ہیں۔ نظم "مسجد قرطبہ" اور ڈرامہ "انار کلی" اس کی واضح مثالیں ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فنونِ لطیفہ کا کوئی بھی شعبہ ہو وہ بالعموم اور ادب بالخصوص جمالیات سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ جمالیات آرٹ کی بنیادی قدر ہے۔ اگرچہ یہ زندگی کی تابانی اور تنوع کا ایک حصہ ہی ہے تاہم اس کی الگ سے بھی ایک شناخت ہے۔ اِسی لیے فیض احمد فیض کہتے ہیں کہ:

"بعض حضرات کی رائے ہے کہ شاعری یا آرٹ کے کسی شعبہ کے متعلق یہ بحث اٹھانا ہی نہیں چاہیے۔ اس لیے کہ آرٹ کی قطعی اور واحد قدر محض جمالیاتی قدر ہے۔ شاعر خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اور اس کی قدریں کچھ ہی کیوں نہ ہوں، اگر اس کا کلام جمالیاتی نقطہء نظر سے کامیاب ہے تو ہمیں اس پر حرف گیری کا حق حاصل نہیں۔"(۲)

ادب اور جمالیات کے حوالے سے یہ رائے ایک ایسے شاعر کی ہے جو ادب برائے زندگی کے گروہ کا نمائندہ فرد گردانا جاتا ہے لیکن ان کی یہ رائے محض ایک رائے نہیں ہے بل کہ خود فیض کا کلام دیکھا جائے تو وہ بھی خیال ترقی پسندانہ ہی پیش کرتے ہیں۔ مگر اسلوب میں جلال کی بجائے جمال ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ فیض نے غمِ دوراں کو غمِ جاناں بنا کر پیش کیا ہے۔ ادب کی سطح پر دیکھا جائے تو موضوع سے زیادہ پیش کش میں جمالیات کی موجودگی ہوتی ہے اور پیش کش میں حُسن تناسب اور موزونیت سے آتا ہے۔ ارسطو کے نزدیک "حُسن عظمت اور تناسب پر مشتمل ہے۔"(۳) ارسطو نے تناسب کا یہ معیار ٹریجڈی کی ڈرامائی پیش کش کے حوالے سے دیا۔ گویا وہ ادب یا فنونِ لطیفہ میں حُسن اور حُسن میں عظمت اور تناسب کو ضروری قرار دے رہا ہے۔

جمالیات یا حُسن کے ادراک کا ایک زاویہء نگاہ ترقی پسندانہ بھی ہے۔ اِس کے تحت جمالیات کو اہمیت دی جاتی ہے مگر اسے جدلیات اور افادی پہلوؤں کے ساتھ مربوط کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مجنوں گورکھ پوری کا نام اور نظریات نمایاں ہیں۔ مجنوں حُسن کے رائج سب تصورات کو ماورائی قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالستار نیازی ان کے اس رویے کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

" مجنوں کہتے ہیں کہ بزرگوں نے حُسن کے افادی پہلو کو نظر انداز کر کے اسے غیر فانی اور ابدی دنیا سے منسوب کر دیا۔ ہم اس کی جستجو میں صحرا نورد اور مجذوب ہو گئے۔ وہ حسن کی تلاش میں حافظ، فغانی، شیرازی، غالب، آسی (غازی پوری)، فراق اور عزیز

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لکھنوی کے اشعار پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک افلاطون سے ہیگل اور کروچے تک
حسن و فن کے سارے نظریے ماورائی رہے ہیں۔"[۴]

حُسن سے متعلق یہ بھی ایک قابلِ غور بات ہے کہ یہ بھی دیگر اقدار کی طرف زندگی کی ایک قدر ہی ہے جس طرح نیکی، سچائی، رحم دلی، انصاف وغیرہ مختلف اقدار ہیں چاہے نئی ہوں یا پرانی ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے اور اِن اقدار کی جھلک ادب میں جھلکتی رہتی ہے۔ مگر ان کا تعلق زندگی اور سماج سے بھی بہر صورت قائم رہتا ہے اور ان اقدار کی نوعیت میں مختلف سماجی عوامل اور عہد بہ عہد ہونے والی تبدیلیوں سے کچھ نہ کچھ بدلاؤ بھی ضرور آتا ہے۔ نت نئے بدلتے فیشن اِس کی واضح دلیل ہیں۔ ادب میں بھی جب حُسن ایک قدر کے طور پر آئے گا تو یہ ادب کی دیگر اقدار کی طرح چاہے وہ نئی ہوں یا پرانی تبدیل ہونے کی صلاحیت سے ضرور ممیز ہو گا کیونکہ

"ادب کی قدریں پرانی ہوں یا نئی، دراصل اقدار حیات کی کوکھ سے پیدا ہوتی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اقدار حیات اپنے عوامل و موثرات کے زیرِ اثر لحہ بہ لحہ، ملک بہ ملک اور عہد بہ عہد بدلتی رہتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہماری پسند و ناپسند کا مذاق، ہمارے ملبوسات کی تراش خراش، ہماری آرائش و زیبائش کا سامان، ہمارے رہن سہن کا طریقہ ہمارے کھانے پینے کی اشیاء اور ہمارے سیر و تفریح کے مشغلے ہمارے ذاتی خواہشوں یا قومی ضرورتوں کے تحت بدلتے رہتے ہیں۔"[۵]

اکثر ادیب زندگی کی ترجمانی کو ہی ادب کا فریضہ گردانتے ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو ادب کا اوّلین مقصد زندگی کی بجائے حُسن کے بیان کو قرار دیتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک کیٹس بھی ہیں۔ مجنوں گورکھ پوری کے نزدیک جس فرد نے حسن کاری برائے حسن کاری یا ادب برائے ادب کا خاص جمالیاتی نظریہ ابتداً پیش کیا وہ کیٹس تھا۔[۶] جس کے نزدیک شاعری کا اصل مقصد حقیقت حُسن کا بیان ہے اور ایسی شاعری جو کسی مخصوص مقصد کا پرچار کرے اور محض مقصدیت کی تحریک کے زیرِ اثر وجود میں آئے قابلِ مذمت ہے۔ کیٹس حسین چیز کو بذاتِ خود ایک ابدی مسرت سمجھتا تھا۔ وہ حُسن کو ابدی مسرت کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اُس کے نزدیک حُسن اور حقیقت میں دوئی نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کا عکس ہیں۔ حُسن حقیقت اور حقیقت ہی حُسن بھی ہے اور ہمیں اِس سے زیادہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں سے جمالیات کے نظریات اور تحریکات شروع ہوتی ہیں۔ جن

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

میں سب سے زیادہ متاثر اہلِ یورپ ہوئے اور ادب کو قاری کے اندر حُسن پیدا کرنے اور حُسن کی پہچان کرنے کا ذریعہ قرار دے کر ادب برائے حُسن کا پرچار عام ہونے لگا۔ والٹر پیٹر بھی انھی خیالات کا حامل ہوا اور اصرار کرنے لگا کہ ادب کی غرض و غایت سوائے لذت و انبساط کے اور کچھ نہیں۔ اس سلسلے کو ماورائی حدوں تک اٹلی کے مشہور فلسفی اور ماہرِ جمالیات کروچے نے پہنچایا۔ اس نے ادب میں جمالیات کا ماورائی تصور پیش کیا جس کے متعلق مجنوں گورکھ پوری کہتے ہیں کہ:

" اس کے خیال میں حسن کاری یعنی آرٹ ایک وجدانی تجربہ ہے جو آپ اپنی غایت ہے اور جس کو منطق و فلسفہ یا مذہب و اخلاق کے اُصولوں سے نہیں جانچا جاسکتا۔ یہ جمالیاتی ماورائیت (Aesthetic Transeedentalism) زندگی پر ایک غیر ارضی سطح سے نظر ڈالتی ہے اور ہر چیز کو حسین و جمیل بنا کر پیش کرتی ہے۔ جو چیز زندگی میں کریہہ اور بری ہے وہ جمالیات میں حسین اور اچھی ہو جاتی ہے۔"(۷)

زندگی کی بعض کریہہ اور بری اشیاء کو بھی فنی چابک دستی سے پیش کیا جائے تو وہ جمالیات کی نمائندہ بن جاتی ہیں۔ یہ خیال عرصہء قدیم میں ارسطو نے بھی ایک طرح سے پیش کیا جس کے تحت وہ فن کو نقل قرار دیتا ہے مگر جب کسی کریہہ المنظر شے کو بھی نقل کیا جاتا ہے تو وہ خوبصورت لگنے لگتی ہے۔ گویا اس کی پیش کش میں جمالیات کے ایسے زاویے ضرور موجود ہوتے ہیں جو نقل میں حُسن کا سبب بنتے ہیں۔ ادب میں الفاظ اور اُن کی جمالیاتی پیش کش وسیلے کے طور پر مستعمل ہوتے ہیں لیکن ادب میں جمالیاتی حُسن محض الفاظ کی مناسب نشست و برخاست سے ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس میں ادیب یا شاعر کا تجربہ اور احساس بھی شامل ہونا ضروری ہے۔ وگرنہ سب نقش خام رہ جائیں گے جیسا کہ بعض شعراء کے فن کے ساتھ ہوا کیونکہ:

"اگر جمالیاتی قدر محض الفاظ کی شستگی اور بندش کی چستی پر منحصر ہوتی تو چرکین کو ہمارے چوٹی کے شعراء میں سے ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہم اُسے بڑا شاعر اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ اس کے تجربات لغو اور قدریں غلط ہیں۔"(۸)

اگر جمالیاتی نقطہء نظر سے الفاظ کی ترتیب اور بندش محض جمالیات کا موجب نہیں تو یہ سوال اُبھرتا ہے کہ پھر جمالیات کے لیے معیارات اور قدریں کیسے متعین ہوں گی۔ الفاظ کی شستگی اور بندش کے علاوہ فیض احمد فیض

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کے خیال میں اُس شاعر کی جمالیاتی قدریں صحیح ہوں گی جس کے شاعرانہ جذبات ہمارے دل و دماغ کی تسکین اور تزکیہ کا سامان بہم پہنچا سکیں اور یہ اثر وہی تجربات پیدا کر سکتے ہیں جن میں ہم خود شریک ہو سکیں، جن کا صرف شاعر کی زندگی نہیں بلکہ ہماری زندگی میں بھی دخل ہو۔[9]

اگرچہ اِس بات پر جمالیات کے پیروکار یقیناً معترض ہوں گے کہ جمالیات کا شاعر یا عوام کی زندگی سے کیا دخل؟ یہ تو ایک ایسی قدر ہے جو اپنی بُنت میں حُسن رکھتی ہے نا کہ موضوع میں۔ مگر جمالیات کا خام مواد اور پھر اس کی تکمیل کے بعد اس کی داد و تحسین بھی تو سماج ہی کرتا ہے تو ایک طرح سے جمالیات بھی ایک سماجی قدر ہوئی کیونکہ اس سے ہماری معاشرتی زندگی میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور یہ حُسن کی پہچان اور تحسین کا باعث ہے۔ نیز یہ ہمیں صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی خط کا سامان پہنچاتی ہے۔ "پس اگر ہم جمالیاتی قدر کو ایک سماجی قدر تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں اسے بھی اسی معیار سے جانچنا چاہیے جس سے باقی ساری سماجی قدریں جانچی جاتی ہیں۔"[10]

ادب میں افادیت کے قائل جمالیات کو بھی افادیت کے ساتھ جوڑتے ہیں جبکہ محض جمالیات کے پروردہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ادب میں حُسن ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ خالصتاً جمالیات پرست یا ادب برائے حُسن کا نعرہ لگانے والے ادب میں افادیت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سماجی اہمیت اور رویے کسی شاعر یا ادیب کے لیے مہمل اور غیر ضروری باتیں ہیں اور ایک نقاد کا یہ منصب قطعی نہیں کہ وہ ایک فطرتی شاعر کو زندگی کے مسائل میں اُلجھ جانے کی ترغیب دے بلکہ شاعر کو اپنے اردگرد پھیلی فطرت اور زندگی کے حسن کو اپنے اشعار میں سمو لینے پر ہی توجہ مبذول رکھنی چاہیے کیونکہ ادب کے لیے زندگی سے گہرا تاثر لینے کی ممانعت نہیں مگر اسے کسی مخصوص نصب العین کے فروغ کے لیے مبلغ کا کردار بھی ادا نہیں کرنا چاہیے۔ ادب کی اپنی جمالیاتی قدریں ہیں اور ایک ادیب ان قدروں کی پاسداری کا لحاظ رکھ کر زندگی کے حُسن کو بہتر طور پر اُجاگر کرتا ہے۔

اس دلیل کے جواب میں دوسرا گروہ یہ مؤقف اختیار کرتا ہے کہ کوئی بھی شاعر یا ادیب زمانے کے دیگر افراد کی طرح چلتا پھرتا، کھاتا پیتا اور دیگر سرگرمیاں انجام دیتا ایک فرد ہے۔ چنانچہ اس کے فن میں سماجی زندگی کے مسائل اور معاملات کا آنا ایک بدیہی اور لابدی امر ہے۔ فطرت کی عکاسی بھی سماج اور زندگی کے ایک پہلو کا ہی بیان ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس تمام بحث کے بعد مسئلہ اُسی طرح موجود ہے کہ ادب میں حُسن اور افادیت اور زندگی اور فن کی تقسیم کیسے ہو یا یہ تقسیم نہیں ہے تو اشتراک کیسے ہو گا اور یہ اشتراک کس حد تک ممکن ہو گا۔ اس بحث کا جواب فیض احمد فیض اپنے مضمون "شاعر کی قدریں" کے آخر میں نکات کی صورت میں یوں دیتے ہیں۔

"(۱) شعر کی جمالیاتی قدر کافی حد تک شاعر کی دوسری قدروں پر منحصر ہے۔ (۲)ان قدروں کی ترتیب اُن کی سماجی اہمیت کے مطابق ہونا چاہیے (۳) جمالیاتی قدر بھی ایک سماجی قدر ہے جو اجتماعی مفاد میں اضافہ کرتی ہے اس لیے اسے دوسری افادی قدروں سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ (۴) شعر کی مجموعی قدر میں جمالیاتی خوبی اور سماجی افادیت دونوں شامل ہیں۔"[۱۱]

ان نکات کے تجزیے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی ادب کی ایسی دو قدریں ہیں جن کا ساتھ ساتھ ہونا کسی بھی فن پارے کی عظمت کے لیے ضروری ہے چنانچہ ایک شعر یا کوئی بھی فن پارہ اُس وقت ہی مکمل اور عظمت کا حامل قرار پائے گا جب وہ فن اور زندگی دونوں کے معیار پر پورا اُترے گا۔

حوالہ جات

۱. اے۔بی۔ اشرف، ادب اور سماجی عمل (ملتان: کاروانِ ادب، ۱۹۸۰ء)، ص ۲۵
۲. فیض احمد فیض، میزان (لاہور: ناشرین، ۱۹۶۲ء)، ص ۲۶
۳. ارسطو، بوطیقا، مترجمہ عزیز احمد (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۲۰۰۱ء)، ص ۵۳
۴. ڈاکٹر عبدالستار نیازی، مجنوں گورکھپوری حیات و فن (کراچی: انجمن ترقی اُردو، ۲۰۰۴ء)، ص ۲۹۴
۵. ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ادب اور ادب کی افادیت (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء)، ص ۲۴
۶. مجنوں گورکھپوری، "ادب اور زندگی"، مشمولہ ادب، زندگی اور سیاست، مرتبہ محمد خاور نوازش (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۷۵
۷. ایضاً

۸. فیض احمد فیض، میزان، ص۲۹

۹. ایضاً

۱۰. ایضاً، ص۳۲

۱۱. فیض احمد فیض، میزان، ص۳۶